مسجد اقصیٰ
کی تاریخی اہمیت

حافظ انجینیر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ

انجمن خُدّامُ القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

تصویر میں نظر آنے والی کھلی دیوار کو اہل اسلام دیوار براق کہتے ہیں، جناب نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات یہاں اپنی سواری براق کو باندھا تھا، یہودیوں نے یہاں قائم مسجد براق شہید کر دی اور مسلمانوں کے مکانات گرا کر اپنے رونے دھونے کی جگہ بنالی اور اس کا نام دیوار گریہ رکھ دیا۔ مسلمانوں کو اس نام کے بجائے اصل نام دیوار براق لینا چاہیے۔

مسجد اقصیٰ

کی تاریخی اہمیت

مؤلف

حافظ انجینیر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ

انجمن خدام القرآن

سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

مرحوم ومغفور مؤسس انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دیرینہ خواہش اور عمل کے عین مطابق، انجمن ہذا اپنی تمام تصنیفات، تالیفات اور خطابات (آڈیوز/ وڈیوز) کو طبع اور تیار کر کے چاہے قیمتاً یا مفت تقسیم کرنے کی مکمل اجازت دیتی ہے، اس ضمن میں ہمارا ”محفوظ حقوق“ کا کوئی تقاضا بھی نہیں۔ البتہ اجراء کنندہ ان تمام مواد کے نسخے/ نقل، اجراء سے قبل انجمن کو تحریری اطلاع کے ساتھ بھیجنے کا پابند ہوگا اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کا مجاز نہیں ہوگا۔ یہ تبدیلی یعنی الفاظ، غلط اقتباس، سیاق وسباق سے الگ کر کے جملے کا حوالہ یا اس کا ایسا استعمال جس سے انجمن ہذا اور اس کے مولفین کی صحیح ترجمانی نہ ہوتی ہو اور اس سے ہماری عزت وشہرت پر حرف آئے، تو ہم اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق رکھتے ہیں۔

مسجد اقصیٰ کی تاریخی اہمیت

نام کتاب	مسجد اقصیٰ کی تاریخی اہمیت
مؤلف	حافظ انجینیر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ
ناشر	شعبۂ مطبوعات، انجمن خدام القرآن سندھ کراچی
مرکزی دفتر	B-37 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی
فون	+92-2134993436-7
ای میل	publications@quranacademy.com
ویب سائٹ	www.QuranAcademy.edu.pk
طبع دوم	جمادی الثانی 1445ھ دسمبر 2023ء
تعداد	7000
ہدیہ	70/=

ملک بھر میں قرآن اکیڈمیز ومراکز

Karachi:
Quran Academy Defence
021-35340022-4 - 0331-5340022
Quran Academy Yaseenabad
021-36337361 - 36806561
Quran Academy Korangi
021-35074664 - 35078600
Quran Institute Gulistan-e-Johar
021-34030119 - 34161094
Hyderabad:
Quran Academy Qasimabad - 022-3407694
Quran Institute Latifabad - 022-2106187
Sukkur:
Quran Markaz Sukkur - 071-5807281
Quetta:
Quran Academy Quetta
081-2842969 - 0346-8300216
Jhang:
Quran Academy Jhang 047-7630861 - 7630863
Faisalabad:
Quran Academy Faisalabad - 041-2437618

Lahore:
Quran Academy Lahore - 042-35869501-3
Darulislam
markaz Tanzeem Islami - 042-35473375-78
Multan:
Quran Academy Multan
061-6520451 - 0321-6313031
Islamabad:
Quran Academy Islamabad
0333-5202722 - 051-5191919
Gujranwala:
Quran Markaz Gujranwala
055-3891695 - 0533-600937
Peshawar:
Quran Markaz Peshawar
091-2262902 - 0333-9183623
Malakand:
Quran Markaz Temargara
0343-0912306
Azad Kashmir:
Quran Markaz Muzaffarabad
0582-2447221 - 0300-7879787

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

محترم برادران اسلام! اس وقت اہل فلسطین پر ظلم کے جو پہاڑ توڑے جا رہے ہیں تو اس ظلم کی پشت پر کارفرما قوّتوں کے پاس اسے اخلاقی جواز مہیا کرنے کے لیے یہ دلائل ہیں کہ ارضِ فلسطین پر اصل حق یہودیوں کا ہے، جبکہ قرآن پاک کی گواہی اس کے خلاف ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو پہلی اور عظیم اُمتِ مسلمہ کا جو مقام عطا فرمایا تھا اپنے گناہوں اور جرائم کی پاداش میں اُسی قرآن میں جہاں ان کے لیے ایک سے زیادہ بار ”فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ“۔(سورة البقرة:47) کے الفاظ لاکر اوران کے اندر ہزاروں کی تعداد میں پیغمبر مبعوث فرما کران کی عظمت کا اقرار کیا گیا ہے، لیکن بعد ازاں اپنی اس حیثیت کی اہمیت کو نظر انداز کر کے جب وہ نہ صرف گناہوں کی انتہا پر چلے گئے بلکہ بہت بڑی تعداد میں پیغمبرانِ خدا کو قتل تک کرنے کے جرم میں ملوث ہونے کے ساتھ ساتھ دنیادار بن گئے تو اسی قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنا فتویٰ ان الفاظ میں دیا کہ ”ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ“ (سورة البقرة:61) اور پھر ان کو ہمیشہ کے لیے راندۂ درگاہ کر کے ایک نئی امت بنی اسماعیل میں برپا کی گئی، نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر اس کے فرماں روا اور رہبر و رہنما کا تاج رکھا گیا اور واقعہ معراج کے موقع پر کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کی امامت اسی فلسطین کے سرزمین پر کرانے کے بعد یہ واضح کر دیا گیا کہ اب مسجد حرام کے ساتھ ساتھ مسجد اقصیٰ کی تولیّت بھی ہمیشہ کے لیے اُمتِ مسلمہ کے سپرد کر دی گئی ہے۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ سعادت سے لے کر خلافت عثمانیہ کے آخری خلیفہ تک اپنی سر توڑ کوششوں، سازشوں اور مکاریوں کے باوجود یہودی اس پر قبضہ نہ کر سکے۔ حالانکہ انہوں نے اس کے لیے اپنی باقاعدہ کوشش کا آغاز 1799ء میں ہی کر دیا تھا۔ اس کے بعد 1885ء میں باقاعدہ ”عالمی صیہونی تنظیم“ کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا بنیادی مقصد ہی ریاست اسرائیل کا قیام تھا۔ اسی کے لیے انہوں نے پہلی جنگ عظیم کروائی اور برطانیہ سے بالفور ڈیکلریشن پاس کروایا جس میں اسرائیل کے قیام کی منظوری دی گئی اور فلسطین میں یہودی آبادکاری کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ عربوں کو سلطنتِ عثمانیہ کے خلاف یہ کہہ کر اکسایا گیا کہ ہم آپ کو فلسطین سے لے کر یمن کا سارا علاقہ دیں گے۔ چنانچہ عرب ان کے جھانسے میں آ گئے، سلطنت عثمانیہ ختم ہو گئی اور فلسطین پر برطانیہ کا قبضہ ہو گیا۔ 1948ء میں اسرائیل قائم ہو گیا۔ اُس وقت بھی صرف 56 فیصد علاقہ

یہودیوں کے پاس تھا۔ 1967ء کی جنگ کے بعد فلسطینیوں کے پاس صرف 22 فیصد رہ گیا۔ یہاں تک کہ اب فلسطینیوں کے پاس صرف 15 فیصد قبضہ رہ گیا۔ جس کو مزید کم کرنے کی کوشش جاری ہے اور حالیہ غزہ کی جنگ کا مقصد بھی یہی ہے کہ یہودی مزید علاقوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے مسلسل غزہ پر بمباری کر رہے ہیں یہاں تک کہ ہسپتالوں پر بھی حملے کیے جا رہے ہیں۔ معصوم بچوں، عورتوں اور نہتے شہریوں کو شہید کیا جا رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ اسرائیل کا مکمل ساتھ دے رہے ہیں۔ انہوں نے فلسطین میں معصوم بچوں کی شہادتوں پر اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ ان کے نزدیک جانوروں اور چرند پرند کی جان کی قیمت ہے لیکن مسلمان کے خون کی کوئی قیمت نہیں۔ ان حالات میں جب کہ کفر کی طاقتیں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی نام نہاد چھتری تلے، ''اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ'' کا مصداق بن کر آپس میں پوری طرح متحد ہو کر اہل فلسطین پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہی ہیں، لیکن 58 اسلامی ممالک کی حکومتیں اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہو رہیں اور بیان بازی سے آگے نہیں بڑھ پا رہے۔

ان حالات میں تنظیم اسلامی پاکستان اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کرتی ہے کہ پاکستان کے عوام، مقتدر طبقات اور حکومت کے علاوہ باقی دنیا کے مسلمان حکمرانوں کی غیرت کو جھنجھوڑا جائے اور مسئلہ فلسطین کی اصلی اور حقیقی شکل سامنے لائی جائے تاکہ امت مسلمہ تک یہ پیغام پہنچ سکے کہ یہ مسئلہ صرف فلسطین یا غزہ کے مسلمانوں کا نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کا ہے، لہٰذا اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے تنظیم اسلامی پاکستان کی طرف سے 15 تا 25 دسمبر 2023ء **''حرمت مسجد اقصیٰ اور ہماری ذمہ داری''** کے عنوان سے بھرپور مہم کا اغاز کیا گیا ہے جس کے ذریعے اس مسئلہ کو زندہ رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس مہم میں جہاں ہم سیمینارز، کارنر میٹنگز دعوتی کیمپس، خطوط، بروشرز، ہینڈ بلز اور بینرز کا استعمال کر رہے ہیں، وہیں بانیٔ انجمن خدّام القرآن و تنظیم اسلامی حضرت ڈاکٹر اسرار احمد نور اللہ مرقدہ کے قابل فخر شاگرد رشید استاذ الاساتذہ حافظ انجینئر نوید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مختصر سا کتابچہ بھی اس مہم کا حصہ بنایا جا رہا ہے تاکہ اس کے ذریعے مسئلہ فلسطین اور مسجد اقصیٰ کی حقیقت واضح ہو کر سامنے آئے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس حقیقت کو خود بھی سمجھیں اور دوسروں تک بھی پہنچانے کی پوری کوشش کریں۔ تاکہ آپ بھی اس مہم میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

منجانب:

مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت

تنظیم اسلامی لاہور پاکستان

مسجد اقصیٰ کی تاریخی اہمیت

مسجد اقصیٰ کے حوالے سے ایک غلط فہمی ہے جو اکثر و بیشتر تحریر و تقریر میں نظر آتی ہے۔ عام طور پر اسے قبلہ اوّل کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ بات درست نہیں۔ مسجدِ حرام قبلہ اوّل ہے اور اب قیامت تک یہی قبلہ رہے گا۔ درمیان میں کچھ عرصہ کے لئے مسجد اقصیٰ کو اللہ نے مسلمانوں کی آزمائش کے لئے قبلہ کی حیثیت دی تھی۔ پھر تحویلِ قبلہ کے حکم کے ذریعہ دوبارہ مسجدِ حرام کو قبلہ بنا دیا گیا۔ مسجد حرام کے قبلہ اوّل ہونے کا ذکر قرانِ حکیم اور حدیث نبوی ﷺ دونوں میں ہے۔ سورۂ آل عمران آیت 96 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ ○ (آل عمران:96)

"بے شک پہلا گھر جو مقرر کیا گیا لوگوں (کی عبادت) کے لئے یقیناً وہ مکہ میں ہے"۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلًا؟ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمّ اَیٌّ؟ قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الأَقْصٰى قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ اَرْبَعُوْنَ ثُمَّ قَالَ حَيْثُمَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ وَالْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ (بخاری)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ اس روئے زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد تعمیر ہوئی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا "**مسجد حرام**"۔ میں نے پوچھا اِس کے بعد۔ آپ ﷺ نے فرمایا "مسجدِ اقصیٰ"۔ میں نے کہا اِن دونوں (کی تعمیر) کے دوران کل کتنا وقفہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "چالیس سال"۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا "تمہیں جہاں نماز پڑھنا نصیب ہو، پڑھ لو، تمہارے لئے ساری زمین مسجد ہے"۔

نسائی شریف کی شرح میں امام السندی نے اِس حدیث کی وضاحت میں تحریر کیا ہے کہ:

ليس المراد بناء ابراهيم للمسجد الحرام و بناء سليمان للمسجد الأقصى فان بينهما مدة طويلة بلاريب بل المراد بناؤهما قبل هذين البنائين.

''اس سے مراد مسجدِ حرام کی وہ تعمیر نہیں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی اور نہ مسجدِ اقصیٰ کی وہ تعمیر جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کی، اِن تعمیرات کے درمیان تو بڑی طویل مدت ہے، بلکہ یہاں اِن تعمیرات سے قبل کی تعمیرات کا ذکر ہے''۔

گویا انسانی تاریخ کے ابتدائی دور میں ہی دونوں مساجد تعمیر کی گئیں اور اکثر اہلِ علم کی رائے ہے کہ یہ دونوں مساجد حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر فرمائیں۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

بَعَثَ اللّٰهُ جِبْرِیْلَ اِلٰی اٰدَمَ وَ حَوَّاءَ فَاَمَرَ هُمَا بِبِنَاءِ الْكَعْبَةِ فَبَنَاهُ اٰدَمُ ثُمَّ اَمَرَ بِالطَّوَافِ بِهٖ وَ قِیْلَ لَهٗ اَنْتَ اَوَّلُ النَّاسِ وَ هٰذَا اَوَّلُ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ (بیہقی)

''اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام و بی بی حوا علیہا السلام کی طرف بھیجا اور اُن کو بیت اللہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام نے اُسے تعمیر کیا۔ پھر اللہ نے اُنہیں طواف کرنے حکم دیا اور اُن سے کہا گیا کہ آپ پہلے انسان ہیں اور یہ پہلا گھر ہے جو کہ لوگوں کی عبادت کے لیے بنایا گیا ہے''۔

ابن ہشام نے اپنی کتاب ''التیجان'' میں نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب بیت اللہ کو تعمیر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو حکم دیا کہ بیت المقدس کی طرف جائیں اور اُس کی بنیاد رکھیں، تو اُنہوں نے جا کر اُس کو تعمیر کیا۔ قرآنِ حکیم میں کئی مقامات پر اِن دونوں مقامات اور اِن سے ملحق سرزمین کے تقدس کا ذکر کیا گیا۔ مسجد حرام یا بیت اللہ کی حرمت یوں بیان کی گئی:

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ ○ (المائدہ:97)

''اللہ نے بنا دیا ہے اِس کعبہ کو حرمت والا گھر اور لوگوں کی بقا کا ذریعہ''۔

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اُس کے پاسباں ہیں، وہ ہے پاسباں ہمارا

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ فِیْهِ اٰیٰتٌ م بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ج وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ○ (آل عمران:96-97)

''بے شک پہلا گھر جو کہ مقرر کیا گیا لوگوں (کی عبادت) کے لئے یقیناً وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا

اور (وہ ذریعہ) ہدایت ہے تمام جہان والوں کے لئے۔ اِس میں بڑی واضح نشانیاں ہیں اور مقام ابراہیم (ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ) ہے اور جو کوئی بھی اِس (گھر) میں داخل ہوگیا وہ ہوگیا امن میں اور اللہ کے لئے لوگوں پر (فرض) ہے اِس گھر کا حج کرنا جو کوئی بھی استطاعت رکھتا ہو اِس کی طرف راستہ (اختیار کرنے) کی اور جس کسی نے کفر (استطاعت کے باوجود حج نہیں) کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہے"۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْناً وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا اِلَى اِبْرَاهِيمَ وَاِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ○ (البقرة:125)

"اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ بنایا اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے اُس کو نماز کی جگہ بنالو اور ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو کہا کہ طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو پاک صاف رکھا کرو"۔

وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَن لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ○(الحج:26)

"اور جب ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو آباد کیا خانہ کعبہ کے پاس (اور اُنہیں حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو صاف رکھنا"۔

مسجدِ اقصیٰ سے ملحق سرزمین کی برکتوں کا ذکر اِس طرح کیا گیا:

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ○(المائدۃ:21)

"(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) اے میری قوم کے لوگو! داخل ہو جاؤ اِس مقدس سرزمین (فلسطین) میں کہ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے اور پیٹھ نہ پھیرنا، ورنہ تم ہو جاؤ گے خسارہ پانے والوں میں سے"

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ○ (الانبیاء:81)

''اور ہم نے مسخر کر دی تھی سلیمان علیہ السلام کے لئے تیز ہوا جو کہ چلتی تھی اُن کے حکم سے اُس سرزمین کی طرف کہ جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور ہم ہر چیز کو جاننے والے تھے''۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا (الاعراف:137)

''اور ہم نے وارث بنا دیا اُن (بنی اسرائیل) کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اُس سرزمین (فلسطین) کے مشرق و مغرب کا جس میں ہم نے برکت دی تھی''۔

اِس آیتِ مبارکہ میں بنی اسرائیل کی اُس عظیم سلطنت کی طرف اشارہ ہے جو 1020 ق م میں حضرت طالوت نے فلسطین اور اُس کے گردونواح میں قائم کی اور پھر وہ حضرت سلیمانؑ کے دور میں اپنے عروج کو پہنچی۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ (السبا:18)

''اور ہم نے اُن (قومِ سبا) کے اور (فلسطین کی) اُن بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی تھی (ایک دوسرے کے متصل) دیہات بنائے تھے جو سامنے نظر آتے تھے اور ان میں آمدورفت کا اندازہ مقرر کر دیا تھا''۔

اِس آیتِ مبارکہ کے لفظ ''القریٰ'' سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ برکت صرف فلسطین کی بستی میں نہیں رکھی گئی بلکہ اُن تمام بستیوں میں رکھی گئی ہے جو کہ اِس سرزمین سے ملحق تھیں۔

مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ اور اِن سے ملحق مقامات کی یہی اہمیت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں مقامات کو دعوتِ توحید کے مراکز بنا دیا۔ جب اُن کی قوم اُن کی جان کی دشمن ہوئی تو اللہ نے اُنہیں بیت المقدس کی طرف ہجرت کروائی:

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ○ (الانبیاء:71)

''اور ہم نے بچا لیا اُن (ابراہیم علیہ السلام) کو اور لوط علیہ السلام کو بھی ایک ایسی سرزمین (فلسطین) کی طرف کہ جس

میں ہم نے برکت رکھی تھی تمام جہان والوں کے لئے''۔

اِس آیتِ مبارکہ میں وارد لفظ ''العالمین'' سے واضح ہوتا ہے کہ سرزمینِ فلسطین کی برکات تمام جہان والوں کے لئے ہیں۔ یہودیوں کا یہ خیال باطل ہے کہ اِس سرزمین کی برکات صرف اُن ہی کے استفادے کے لئے ہیں۔ ہجرت کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعوتِ توحید کا ایک مرکز اِس سرزمین کو بنایا۔ اُن کے چھوٹے صاحبزادے حضرت اسحاق علیہ السلام اور پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کا مسکن یہی مقدس سرزمین تھی۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مسجدِ حرام کے پاس شہر مکہ میں آباد فرمایا:

رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ○ (ابراہیم:37)

''اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی اولاد میں سے کچھ کو لا بسایا ایک ایسی بنجر وادی میں جہاں کوئی کھیتی نہیں تیرے عزت والے گھر کے پاس''۔

ان مساجد کی ابتدائی تعمیر حوادثِ زمانہ کی وجہ سے منہدم ہوگئی۔ مسجد حرام کو اُس کی سابقہ بنیادوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوبارہ تعمیر کیا جن کا دور ایک اندازے کے مطابق 1861 ق م کا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰهٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَاِسۡمٰعِیۡلُ ○ (البقرۃ:127)

''اور یاد کرو جب اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام بنیادیں اللہ کے گھر کی اور اُن کے ساتھ اسماعیل علیہ السلام''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام کا قبلہ مسجد حرام ہی رہا۔ مسجد اقصیٰ کو دوبارہ حضرت سلیمان علیہ السلام (جن کا زمانہ 965 ق م کا ہے) نے تعمیر کیا اور اِس کے بعد یہود نے اِس مسجد کو قبلہ بنا لیا۔ تمام انبیاء کرام بشمول انبیائے بنی اسرائیل بیت اللہ کی طرف ہی رخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی کا حج کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بیت اللہ کی تعمیر مکمل کر لی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حج کی آواز لگائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ ○ (الحج:27)

''اور (اے ابراہیم علیہ السلام) لوگوں میں حج کا اعلانِ عام کرو۔ وہ تیرے پاس آئیں گے پیدل اور دبلے اونٹوں پر اور ہر دُور کے راستے سے آئیں گے''۔

اِس آیت میں الناس کا ذکر ہے جس میں بنو اسرائیل اور اُن کے تمام انبیاء بھی شامل ہیں۔ اب اگر بنو اسرائیل کے آباؤ اجداد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا قبلہ بیت اللہ ہی تھا تو اُن کے بعد آنے والی نسلوں کا قبلہ تبدیل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بنو اسرائیل اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کے دین پر تھے۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا قبلہ بیت اللہ تھا تو ان کی اولاد یعنی بنو اسرائیل کا قبلہ بیت المقدس کیسے ہوسکتا ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو (جن کا دور 1436 ق م کا ہے) اللہ نے حکم دیا:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ○ (یونس:87)

”اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے لوگوں کے لئے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ رُخ کرو اور قائم کرو نماز“۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں وہ قبلہ کون سا تھا جس کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا گیا؟ بلاشبہ وہ مسجد حرام ہی تھا۔ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اِس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ:

”وَاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً کے حکم میں قبلہ سے مراد 'کعبۃ' ہے“۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور ہی میں اللہ نے بنی اسرائیل کو خوشخبری دی کہ اگر وہ بیت المقدس میں آباد عمالقہ نامی قوم کے خلاف قتال کریں تو اللہ اُن کو فتح دے گا:

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ○ (المائدۃ:21)

”(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) اے میری قوم کے لوگو! داخل ہو جاؤ اِس مقدس سرزمین (فلسطین) میں کہ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے اور پیٹھ نہ پھیرنا ورنہ تم ہو جاؤ گے خسارہ پانے والوں میں سے“۔

قوم نے اِس موقع سے فائدہ نہ اٹھایا اور قتال کرنے سے صاف انکار کر دیا:

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ○ (المائدۃ:24)

”(وہ بولے کہ اے موسیٰ علیہ السلام!) تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو ہم یہیں بیٹھے رہیں گے“۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے اپنی قوم کی بزدلی پر ناراض ہو کر فریاد کی:

رَبِّ اِنِّیۡ لَاۤ اَمۡلِکُ اِلَّا نَفۡسِیۡ وَاَخِیۡ فَافۡرُقۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ ○ (المائدۃ:25)

''موسیٰ علیہ السلام نے (اللہ سے) التجا کی کہ اے اللہ! میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا اور کسی پر اختیار نہیں رکھتا، تو ہم میں اور اِن نافرمان لوگوں میں جدائی کر دے''۔

اللہ نے جواب میں فرمایا:

فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیۡهِمۡ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَةً ۚ یَتِیۡهُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ فَلَا تَاۡسَ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ ○ (المائدۃ:26)

''اللہ نے فرمایا کہ وہ سرزمین اُن پر چالیس برس تک کے لئے حرام کر دی گئی، بھٹکتے پھریں گے زمین میں، پھر ان نافرمان لوگوں کے حال پر افسوس نہ کرنا''۔

40 سال تک صحرا میں بھٹکنے کے دوران ایک نئی نسل صحرا میں پل کر جوان ہوئی۔ اِس نسل پر فرعون کی غلامی کے اثرات نہیں تھے۔ جیسے کہ اقبال نے کہا ہے:

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کوہستانی

صحراء میں پرورش پانے والی اِس نسل نے اُس وقت کے نبی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قیادت میں جہاد کیا اور ارضِ مقدس پر فتح حاصل کی۔ یہ فتح عارضی ثابت ہوئی اور کچھ ہی عرصہ بعد محکوم قوم یعنی عمالقہ دوبارہ غالب آ گئی اور اُس نے اسرائیلیوں کو ارضِ مقدس سے نکال باہر کیا۔ اِس کے بعد حضرت طالوت کی قیادت میں بنی اسرائیل دوبارہ منظم ہوئے اور 1020 ق م میں اُنہوں نے ارضِ مقدس پر فتح حاصل کر کے مستحکم حکومت قائم کی۔ 16 سال حضرت طالوت خلیفہ رہے، پھر 40 سال حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت رہی اور اِس کے بعد 40 سال تک حضرت سلیمان علیہ السلام خلیفہ رہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام (جن کا دور 965 ق م کا ہے) نے ارضِ مقدس میں ایک مسجد بنائی جسے ہیکلِ سلیمانی کہا جاتا ہے۔ ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں:

اِنَّ دَاوٗدَ ابۡتَدَاَ بِنَاءَ الۡبَیۡتِ الۡمَقۡدِسِ ثُمَّ اَوۡحَی اللّٰہُ اِلَیۡهِ اِنِّیۡ لَاَقۡضِیۡ بِنَائَهٗ عَلٰی یَدِ سُلَیۡمَانَ (طبرانی)

''حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کے لیے بنیادیں رکھیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی کی کہ میں مسجد اقصیٰ کی تعمیر سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں مکمل کرواؤں گا''۔

اَنَّ سُلَیْمَانَ بْنَ دَاوُدَ لَمَّا بَنٰی بَیْتَ الْمَقْدِسِ سَاَلَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ خِلَالًا ثَلَاثَۃً: سَاَلَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ حُکْمًا یُصَادِفُ حُکْمَہٗ فَاُوْتِیَہٗ وَسَاَلَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ مُلْکًا لَّایَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِنْ مُبَعْدِہٖ فَاُوْتِیَہٗ وَسَاَلَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ حِیْنَ فَرَغَ مِنْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ اَنْ لَّایَاْتِیَہٗ اَحَدٌ لَّایَنْھَزُہٗ اِلَّا الصَّلَاۃَ فِیْہِ اَنْ یُّخْرِجَہٗ مِنْ خَطِیْئَتِہٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔ (النسائی)

''حضرت سلیمان علیہ السلام بن داوٗد علیہ السلام نے جب بیت المقدس کی تعمیر مکمل کر لی تو اللہ تعالیٰ سے تین باتوں کی دعا کی۔ اُنہوں نے اللہ سے ایسا فیصلہ کرنے کی توفیق مانگی جو اللہ کی مرضی کے مطابق ہو۔ پس اُن کی دعا پوری کی گئی۔ اُنہوں نے اللہ سے ایسی حکومت کا سوال کیا جو اُن کے بعد کسی اور کو عطا نہ ہو۔ پس اُن کا سوال پورا کیا گیا۔ جب وہ مسجد بنا کر فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جب بھی کوئی شخص اِس مسجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے آئے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو کر نکلے جیسے کہ اُس کی ماں نے اُسے جنا ہو''۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد اُن کے جانشین باہم جنگ و جدال میں دست و گریباں ہو گئے اور اُن کی ریاست دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ شمالی ریاست اسرائیل کہلائی جسے 700 ق م میں آشوریوں نے تباہ کر دیا اور جنوبی ریاست یہودا کہلائی جس پر 587 ق م میں بابل کے حکمران بخت نصر نے حملہ کیا۔ اُس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قائم کردہ مسجد کو شہید کر دیا، پورے شہر کو اُجاڑ دیا، 6 لاکھ اسرائیلیوں کو قتل کیا اور 6 لاکھ کو قیدی بنا کر بابل لے گیا:

وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا ○ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰھُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ط وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ○ (بنی اسرائیل: 4 - 5)

''اور ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل سے کہہ دیا تھا کہ تم زمین میں دو دفعہ فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔ پس جب پہلے (وعدے) کا وقت آیا تو ہم نے اپنے سخت لڑائی لڑنے والے بندے تم پر مسلط کر دیئے اور وہ شہروں کے اندر پھیل گئے اور وہ وعدہ پورا ہو کر رہا''۔

حضرت عزیر علیہ السلام جو اُس وقت کے نبی تھے، شہر سے باہر تھے۔ اُنہوں نے واپس آ کر اُجڑے ہوئے شہر کو

دیکھا تو حیران ہوئے کہ جس شہر کے بارے میں مستقبل کی پیشنگوئیاں اُن کے علم میں ہیں، یہ شہر دوبارہ کیسے آباد ہوگا؟ سورۃ بقرۃ آیت 259 میں ارشاد ہوا :

اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ وَّھِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ ھٰذِہِ اللّٰہُ بَعْدَ مَوْتِھَا ۚ فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ ؕ قَالَ کَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَۃَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمْ یَتَسَنَّہْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِکَ وَلِنَجْعَلَکَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ کَیْفَ نُنْشِزُھَا ثُمَّ نَکْسُوْھَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

”یا اُس شخص کی طرح جس کا گزر ہوا ایک ایسی بستی پر جو گری پڑی تھی اپنی چھتوں پر۔ اُس نے کہا کہ اللہ اِس بستی کو مرنے (یعنی تباہ ہونے) کے بعد کیسے زندہ (یعنی آباد) کرے گا۔ تو اللہ نے اُسے موت دے دی سو برس تک کے لئے پھر اُسے زندہ کیا۔ پوچھا تم کتنا عرصہ رہے؟ اُس نے جواب دیا کہ ایک دن یا اُس سے بھی کم۔ فرمایا (اللہ نے) بلکہ تم سو برس رہے ہو۔ پس دیکھو اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو وہ خراب تک نہیں ہوئیں اور دیکھو اپنے گدھے کو (جو مرا پڑا ہے) اور ہم تمہیں تمام لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کی) ایک نشانی بنا دیں گے اور دیکھو (گدھے کی) ہڈیوں کو کہ ہم اُن کو کیسے جوڑ دیتے ہیں اور اُن پر گوشت پوست چڑھا دیتے ہیں۔ جب یہ واقعات اُس کے مشاہدے میں آئے تو وہ بول اٹھے کہ میں جان گیا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے“۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے 100 سال کا یہ تجربہ پورا کیا اور دوسری طرف ایران کے بادشاہ ذوالقرنین نے بابل پر حملہ کر کے اسرائیلیوں کو آزاد کرا دیا۔ اب اُن کے قافلے دوبارہ بیت المقدس آنا شروع ہوئے اور حضرت عزیر علیہ السلام کی تجدیدی مساعی کے ذریعہ اُن میں پھر سے ایمان اور یقین کی شمعیں روشن ہوئیں اور سیرت و کردار کی اصلاح ہوئی۔ کچھ عرصہ یونانیوں کے ساتھ اسرائیلیوں کی معرکہ آرائی رہی اور آخر کار وہ 175 ق م میں دوبارہ ایک عظیم سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے جس کا نام تھا مکابی سلطنت۔ اب اُنہوں نے دوبارہ ہیکلِ سلیمانی کے نام سے ایک مسجد تعمیر کر لی۔ اللہ نے اِس کا ذکر یوں فرمایا :

ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّۃَ عَلَیْھِمْ وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ

نَفِیْرًا ○ (بنی اسرائیل:6)

''پھر ہم نے دوسری بار تم کو اُن پر غلبہ دیا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور تمہیں کر دیا کثیر افرادی قوت والا''۔

حضرت مریم علیہا السلام کی پرورش اسی ہیکلِ سلیمانی میں ہوئی اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش بھی یہ ہی ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ یہ مقام عیسائیوں کے لئے بھی تقدس کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جب بعثت ہوئی تو اسرائیلیوں یعنی یہودیوں نے اُن پر دو بہتان لگائے۔ پہلا یہ کہ وہ بغیر والد کے پیدا نہیں ہوئے بلکہ معاذ اللہ ولد الزنا ہیں۔ دوسرا یہ کہ اُن کے پیش کردہ معجزات دراصل جادو ہیں۔ جادو کرنا ارتداد ہے اور شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ اُنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرتد قرار دے کر مصلوب کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ نے اُن کو آسمان پر اٹھالیا۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ ○ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ (النساء:157-158)

''اور اُنھوں نے اُن (عیسیٰ علیہ السلام) کو قتل نہیں کیا اور نہ اُنہیں صلیب پر لٹکایا بلکہ اُن کے لئے یہ معاملہ مشکوک کر دیا گیا اور جو لوگ اِس معاملہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ اس بارے میں شک میں ہیں۔ اُن کے پاس کوئی علم نہیں سوائے گمان کی پیروی کے اور اُنھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اُن کو اپنی طرف اٹھالیا''۔

اب یہودیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار اور اُن پر بہتان طرازی کی سزا اس طرح ملی کہ رومی جرنیل ٹائٹس نے 70ء میں بیت المقدس پر حملہ کر کے ایک بار پھر ہیکل کو شہید کر دیا۔ ایک لاکھ تینتیس ہزار یہودی مار دیئے اور بقیہ کو بیت المقدس سے نکال کر اُن کے شہرِ مقدس میں داخلہ پر پابندی لگادی۔ قرآنِ حکیم میں اِس کا ذکر اِس طرح ہوا:

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا

عَلُوًّا تَتۡبِیۡرًا ○ (بنی اسرائیل:7)

''اگر تم نیکی کرو گے تو اپنے ہی لئے کرو گے اور اگر برے اعمال کرو گے تو (اُن کا) وبال بھی تمہاری ہی جانوں پر ہوگا۔ پھر جب دوسرے (وعدے) کا وقت آیا (تو ہم نے پھر اپنے بندے بھیجے) تاکہ تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی دفعہ مسجد (ہیکل) میں داخل ہوگئے تھے اُسی طرح پھر اُس میں داخل ہوجائیں اور جس چیز پر غلبہ پائیں اُسے تباہ کردیں''۔

یہ یہودیوں کا دورِ انتشار کہلاتا ہے جس میں یہ دنیا کے مختلف حصوں میں پھیل جانے پر مجبور ہوگئے۔

313ء میں رومن ایمپائر نے بحیثیت مجموعی عیسائی مذہب قبول کرلیا۔ اب اُنہوں نے بیت المقدس کے مشرقی حصے میں جہاں حضرت مریم علیہا السلام نے سکونت اختیار کی تھی اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرلیں۔

610ء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظہورِ نبوت ہوا اور 10 سال بعد یعنی 620ء میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفرِ معراج کے دوران مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر کیا :

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ○ (بنی اسرائیل:1)

''وہ (اللہ) پاک ہے جو لے گیا ایک ہی رات میں اپنے بندے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم اُس (بندے) کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سب سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے''۔

معراج کے معنی ہوتے ہیں عروج حاصل کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اصل معراج تو تھا آسمانوں کی طرف جانا اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرنا لیکن اِس سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام انبیاء کی ارواح سے ملاقات کی اور دو رکعات نماز میں اُن کی امامت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

وَقَدۡ رَاَیۡتُنِیۡ فِیۡ جَمَاعَةٍ مِنَ الأَنۡبِیَاءِ، فَاِذَا مُوۡسٰی علیہ السلام قَائِمٌ یُصَلِّیۡ، فَاِذَا رَجُلٌ ضَرۡبٌ جَعۡدٌ کَاَنَّهٗ مِنۡ رِجَالِ شَنُوۡئَةَ، وَاِذَا عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ علیہ السلام قَائِمٌ یُصَلِّیۡ اَقۡرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهاً عُرۡوَةُ بۡنُ مَسۡعُوۡدِنِ الثَّقَفِیُّ، وَاِذَا اِبۡرَاهِیۡمُ علیہ السلام قَائِمٌ یُصَلِّیۡ اَشۡبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُکُمۡ یَعۡنِیۡ نَفۡسَهٗ فَحَانَتِ

الصَّلاۃُ فَاَمَمْتُھُمْ (مسلم)

’’میں نے اپنے آپ کو (شب معراج) انبیاء علیہم السلام کی جماعت کے اندر پایا۔ میں نے دفعتاً دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے دیکھا موسیٰ علیہ السلام ایک مرد ہیں متوسط قد کے کسی قدر دبلے، گول بدن والے گویا کہ وہ قبیلہ شنوۃ کے ایک مرد ہیں۔ پھر میری نظر عیسیٰ علیہ السلام پر پڑی جو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ اُن سے بہت ملتے جلتے ہیں عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ۔ پھر میں نے اچانک ابراہیم علیہ السلام کو نماز پڑھتے دیکھا جن سے تمہارے یہ دوست (یعنی خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بہت مشابہ ہیں۔ پھر نماز کا وقت آ گیا اور میں نے اُن سب کی امامت کی‘‘۔

اِس سارے عمل کی حکمت یہ حقیقت واضح کرنا تھی کہ مسجدِ حرام کے ساتھ ساتھ اب مسجدِ اقصیٰ کے متولی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی ہیں۔

ابتداء میں مسلمانوں کی آزمائش کے لئے مسجدِ اقصیٰ کو قبلہ کا درجہ دیا گیا تھا۔ اِس کا حکم قرآنِ حکیم میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحیٔ خفی کے ذریعہ یہ حکم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسجدِ حرام سے شدید قلبی محبت تھی۔ مکی دور میں تو مسلمان نماز میں اس طرح رُخ کرتے کہ مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ دونوں سامنے ہوتے۔ اِسے استقبالِ قبلتین کہا جاتا ہے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں ایک آزمائش آ گئی۔ مدینہ کے شمال میں مسجدِ اقصیٰ اور جنوب میں مسجدِ حرام ہے۔ اب اگر مسجدِ اقصیٰ کی طرف رُخ کیا جائے تو مسجدِ حرام کی طرف پشت ہو جاتی ہے۔ اِس سے مقصود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امتحان لینا تھا کہ آیا وہ مسجدِ حرام سے اپنی محبت کو ترجیح دیتے ہیں یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے مسجدِ حرام کے بجائے بیت المقدس کو قبلہ بنا لیتے ہیں۔ سورۂ بقرۃ آیت 143 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ط وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ط

’’اور ہم نے نہیں مقرر کیا وہ قبلہ جس پر کہ (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ تھے مگر اِس لئے تا کہ ہم ظاہر کر دیں کہ کون ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتا ہے اُس کے برعکس جو اپنی ایڑھیوں کے بل رُخ پھیر لیتا ہے اور یقیناً وہ بہت بھاری (حکم) تھا سوائے اُن لوگوں کے جنہیں اللہ نے ہدایت دی‘‘۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امتحان اچھی طرح سے ہوگیا تو ہجرت کے 16 ماہ بعد 624ء میں تحویلِ قبلہ کا حکم اِن الفاظ میں وارد ہوا :

قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡهِکَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبۡلَۃً تَرۡضٰهَا فَوَلِّ وَجۡهَکَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ وَحَیۡثُ مَا کُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَکُمۡ شَطۡرَهٗ ؕ○ (البقرۃ : 144)

”(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم دیکھ رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کا بار بار اُٹھنا آسمان کی طرف۔ پس ہم پھیرے دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کو اُس قبلہ کی طرف کہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت کرتے ہیں، تو پھیر لیجئے اپنے چہرے (رخ) کو مسجدِ حرام کی طرف اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں پر بھی ہو پس پھیر لو اپنے چہروں کو اُس (مسجدِ حرام) کی طرف“۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے پانچ سال بعد 637ء میں مسلمانوں نے بیت المقدس فتح کرلیا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا۔ عیسائیوں نے پُرامن طور پر ایک معاہدے کے ذریعہ بیت المقدس مسلمانوں کے حوالے کیا۔ اِس سے قبل مسلمانوں نے کئی روز سے اِس شہر کا محاصرہ کررکھا تھا لیکن وہ شہر کو فتح کرنے سے قاصر تھے۔ عیسائیوں کے مذہبی رہنماؤں نے مسلمانوں کو پیغام بھیجا کہ ہماری کتابوں میں اُس بادشاہ کے تمام اوصاف درج ہیں جس کے ہاتھوں یہ شہر فتح ہوگا۔ ہم تم میں ایسا بادشاہ نہیں پاتے۔ مسلمانوں نے یہ اوصاف دریافت کیے۔ اوصاف جاننے کے بعد کہا کہ یہ تو ہمارے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اوصاف ہیں۔ قرآنِ مجید میں اِس بات کا ذکر یوں ہے:

ذٰلِکَ مَثَلُهُمۡ فِی التَّوۡرٰۃِ ۚۖۛ وَمَثَلُهُمۡ فِی الۡاِنۡجِیۡلِ (الفتح:29)

”اُن (صحابہؓ) کی مثال تورات میں ہے اور اُن کی مثال انجیل میں ہے“۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خصوصی طور پر بیت المقدس آنے کی دعوت دی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ آئے اور عیسائیوں نے ایک معاہدے کے تحت یہ شہر مسلمانوں کے حوالے کردیا۔ معاہدہ کرتے وقت عیسائیوں نے مطالبہ کیا کہ یہودیوں کو اِس شہر میں داخلے کی اجازت نہ دی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مطالبہ تسلیم کرنے سے انکار کردیا کہ ہمارا دین اِس کی اجازت نہیں دیتا۔ البتہ معاہدے میں یہ طے ہوا کہ یہودی اِس علاقہ میں آباد نہ ہوسکیں گے یعنی یہاں کوئی رہائشی، صنعتی یا زرعی اراضی یا عمارت نہیں خرید سکیں گے۔ مسلمانوں کے تمام ادوارِ حکومت میں

یہودیوں نے اِس پابندی کو ختم کرانے کی کوشش کی اور بعض مواقع پر بھاری مالی امداد کی بھی پیشکش کی لیکن کوئی مسلمان حکمران اِس پر تیار نہ ہوا۔

دورِ بنواُمیہ میں اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان نے 685ء میں اُس چٹان پر ایک گنبد کی تعمیر کا آغاز کیا جس پر سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبِ معراج آسمانوں کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اِس گنبد کی تعمیر 691ء میں مکمل ہوئی اور یہ ''قبۃ الصخراء'' کے نام سے مشہور ہوا۔ بعد ازاں اِس گنبد کے جنوب مشرق میں اموی خلیفہ ولید بن عبد الملک نے مسجد اقصیٰ کے نام سے ایک عبادت گاہ تعمیر کی۔ یہ تعمیر 709ء تا 714ء جاری رہی۔ بعد کے ادوار میں بھی مسلمان سلاطین قبۃ الصخراء اور مسجد اقصیٰ میں مختلف تعمیراتی کام کراتے رہے۔ یہودی قبۃ الصخراء کی تصاویر کے نیچے مسجد اقصیٰ لکھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ جب وہ مسجد اقصیٰ کو شہید کریں تو لوگوں کو میڈیا پر قبۃ الصخراء کی تصاویر دکھا کر مطمئن کیا جائے کہ مسجد جوں کی توں سلامت ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے ایک ہزار سال مکمل ہونے پر یورپ کے عیسائیوں میں مذہبی رہنماؤں نے بہت جوش و خروش پیدا کیا اور اُنہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش یعنی بیت المقدس کو مسلمانوں سے آزاد کرانے کے لئے جنگ پر آمادہ کیا۔ یہ پہلی صلیبی جنگ تھی جس کے لئے زور و شور سے تیاری شروع ہوگئی اور اِس کے نتیجہ میں 1099ء میں عیسائیوں نے مسلمانوں سے بیت المقدس چھین لیا۔ اِس شہرِ مقدس پر عیسائیوں کا قبضہ 88 برس تک رہا۔ 1187ء میں مسلمانوں نے صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں بیت المقدس دوبارہ حاصل کیا۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران برطانیہ نے سازش کے ذریعہ عربوں اور ترکوں کو آپس میں لڑا کر بیت المقدس سے ترکوں کو بے دخل کر دیا۔ پھر مشرق وسطیٰ کو کئی عرب ممالک میں تقسیم کر کے اپنی اجارہ داری قائم کر دی۔ 1917ء میں برطانوی وزیر خارجہ بالفور نے ''اعلانِ بالفور'' کے ذریعہ یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دے دی۔ یہودیوں نے فلسطینیوں سے منہ مانگے داموں جائیدادیں خریدیں اور جنھوں نے اپنی جائیدادیں فروخت کرنے سے انکار کیا اُنہیں برطانوی حکومت کے تعاون سے زبردستی بے دخل کر دیا گیا۔ دستاویزات کے ذریعہ ثابت کیا گیا کہ فلاں جائیداد دو ہزار سال قبل ہمارے فلاں بزرگ کے نام تھی جس پر آج کوئی فلسطینی قابض ہے۔ برطانوی حکومت نے اِس طرح کے دعوے قبول کیے اور یوں یہودی فلسطین میں آباد

ہوتے چلے گئے۔ یہ دھاندلی مسلسل جاری رہی۔ یہودیوں کو باہر سے لاکر فلسطین میں آباد کیا جاتا رہا جبکہ اُنہیں اٹھارہ سو برس قبل یہاں سے نکال دیا گیا تھا اور بالآخر برطانیہ اور امریکہ کی ملی بھگت سے 1948ء میں فلسطین کے 56 فیصد علاقے پر قبضہ کر کے ایک یہودی ریاست اسرائیل کے نام سے قائم کردی گئی۔ یہودیوں کو جب برطانیہ کے زیرِ سرپرستی فلسطین میں ناجائز طور پر آباد کیا جارہا تھا تو اس پر اقبال نے کہا تھا:

ہے خاکِ فلسطین پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا؟

اسرائیل کے اِس طرح قیام کو کوئی بھی باضمیر انسان نہ جائز قرار دے گا اور نہ ہی تسلیم کرے گا۔ بانیٔ پاکستان محمد علی جناح نے اسرائیل کو مغربی دنیا کا ناجائز بچہ قرار دیا۔ 25 اکتوبر 1947ء کو جب کہ ابھی قیامِ اسرائیل کے منصوبہ کو پیش کیا جارہا تھا، بانیٔ پاکستان نے رائٹر نیوز ایجنسی کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا:

”فلسطین کے بارے میں ہمارے موقف کی وضاحت اقوامِ متحدہ میں پاکستانی وفد کے سربراہ چودھری ظفر اللہ خان نے کردی ہے۔ مجھے اب بھی یہ امید ہے کہ تقسیم (فلسطین) کا منصوبہ مسترد کردیا جائے گا ورنہ ایک خوفناک چپقلش کا شروع ہونا ناگزیر اور لازمی امر ہے۔ یہ چپقلش صرف عربوں اور منصوبۂ تقسیم نافذ کرنے والوں کے درمیان نہ ہوگی بلکہ پوری اسلامی دنیا اِس فیصلہ کے خلاف عملی بغاوت کرے گی کیوں کہ ایسے فیصلے (اسرائیل کے قیام) کی حمایت نہ تاریخی اعتبار سے کی جاسکتی ہے اور نہ ہی سیاسی اور اخلاقی طور پر۔ ایسے حالات میں پاکستان کے پاس اِس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا کہ عربوں کی مکمل اور غیر مشروط حمایت کرے اور خواہ مخواہ کے اشتعال اور دست درازیوں کو روکنے کے لئے جو کچھ اُس کے بس میں ہے پورے جوش وخروش اور طاقت سے بروئے کار لائے“۔

یہاں تک کہ یہود کے خالصتاً مذہبی عناصر بھی اسرائیل کے اِس طرح سے قیام کو جائز نہیں سمجھتے۔ معروف یہودی اسکالر ڈاکٹر ایلمر بلجر نے اپنے مقالے ”کیا اسرائیل بائبل کی پیشینگوئیوں کی تکمیل ہے“ میں لکھا ہے کہ:

”یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ کوئی پکا مذہبی یہودی یہ نہیں مانتا کہ موجودہ اسرائیلی ریاست اُس طریقۂ عمل سے وجود میں آئی ہے جو بائبل کے احکامات سے ذرا بھر بھی مطابقت رکھتا ہو“۔

جون 1967ء میں عرب اسرائیل جنگ کے دوران اسرائیل نے بیت المقدس سمیت فلسطین کے مزید

22 فیصد علاقہ پر قبضہ کرلیا۔ بیت المقدس پر اُن کے قبضہ کو 75 برس ہونے کو آرہے ہیں۔ یہودیوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہورہا ہے اوراب وہ چاہتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے تیسری بار اپنا ہیکل تعمیر کرسکیں۔ اِسی لئے اب مسجد اقصیٰ کے گردزوروشور سے کھدائی کا عمل شروع کردیا گیا ہے۔عیسائی اِس معاملہ میں یہودیوں کی پوری طرح سے پشت پناہی اِس لئے کررہے ہیں کہ اُنہیں یہودیوں نے مسلسل پروپیگنڈے کے ذریعہ یہ بات سمجھا دی ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ کی آمد کے لئے ضروری ہے کہ اِس سے قبل بیت المقدس میں ایک اسرائیلی ریاست قائم ہوجائے۔ یہودیوں اورعیسائیوں نے اِس حوالے سے مل کر یہ منصوبہ بندی کی تھی کہ 2007ء میں مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے سے قبل اُن تمام مسلمان ملکوں کے خلاف فیصلہ کن کاروائی کی جائے جن سے اِس ناپاک یہودی منصوبہ کو کوئی خطرہ ہے۔لہٰذا 2001ء میں پاکستان اورافغانستان کوتباہ کرنے کا منصوبہ تھا۔ پاکستان تو ایک U-Turn لے کرفوری تباہی سے بچ گیا لیکن افغانستان میں اسلامی حکومت کو تہس نہس کردیا گیا۔ 2003ء میں عراق پرحملہ کرکے اُس کا بھرکس نکال دیا گیا۔2005ء میں ایران کے خلاف اقدام کامنصوبہ تھا لیکن عراق وافغانستان میں غیرمعمولی مزاحمت نے اِس منصوبہ کو ناکام بنادیا۔ بہرحال اب بھی یہودی لابی امریکہ کی قیادت پردباؤڈال رہی ہے کہ ایران کے خلاف بھی اقدام کردیا جائے۔

اِس پورے معاملہ میں پاکستان اورافغانستان کی جوعرب کے مشرق میں واقع ہیں،خصوصی اہمیت ہے۔حدیثِ مبارکہ ہے:

يَخرُ جُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُوْنَ لِلْمَهْدِيِّ يَعْنِىْ سُلْطَانَهٗ (ابنِ ماجہ)

’’مشرق سے فوجیں نکلیں گی جومہدی کی حکومت قائم کرنے کے لئے منزل پرمنزل مارتی چلی آئیں گی‘‘۔

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرق کے کسی علاقے میں پہلے ہی اسلامی حکومت قائم ہوچکی ہوگی۔ایک اور حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ یہ علاقہ خراسان کا ہوگا:

تَخرُ جُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُوْدٌ لَا يَرُدُّهَا شَيْئٌ حَتّٰى تُنْصَبَ بِاِيْلِيَاءَ (ترمذی)

’’خراسان کی جانب سے عَلَم چلیں گے،ان کوکوئی روک نہ سکے گا جب تک کہ وہ ایلیاء میں جا کرنصب نہ ہوجائیں‘‘۔

ایلیاء،بیت المقدس کا ایک دوسرا نام ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں خراسان اُس علاقے کا نام تھا

جس میں پاکستان کے شمالی علاقہ جات اور افغانستان کا بڑا حصہ شامل ہے۔ گویا یہی علاقہ ہے جہاں اسلامی حکومت قائم ہوگی۔ اِس خطہ میں طالبان کی اسلامی حکومت کا قائم ہونا، دیگر جہادی سرگرمیاں اور پھر پاکستان کا ایٹمی قوت بن جانا اسرائیل کے لئے باعث تشویش ہے۔ 1967ء میں بن گوریان نے پیرس میں کہا تھا کہ ہمیں عرب ممالک سے نہیں صرف پاکستان سے خطرہ ہے۔ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو امریکہ میں پیشکش کی گئی تھی کہ اگر پاکستان اسرائیل کو تسلیم کرلے تو پاکستان کو ناقابلِ تصور مالی امداد دی جائے گی۔ اُنہوں نے اِس کے جواب میں کہا تھا:"Our souls are not for sale"۔ اب بھی جب پرویز مشرف صاحب نے اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کی تو بھارت میں اسرائیل کے سفیر نے کہا اگر پاکستان نے اسرائیل کو تسلیم کرلیا تو ہم پاکستان کے لئے وہ کچھ کریں گے جس کا تصور بھی ممکن نہیں۔

آج جب کہ مسجد اقصیٰ کی شہادت کے لئے کاروائی کا آغاز کردیا گیا ہے ہمیں اپنی غیرتِ دینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی حکومت کو اسرائیل کے اِس ناپاک عزم کے خلاف فیصلہ کن مؤقف اختیار کرنے پر مجبور کرنا چاہیئے۔ بعض دانشور یہ گمراہی پھیلا رہے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کی مسلمانوں کے لئے کوئی خاص اہمیت نہیں لیکن مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ اِس گمراہ کن تصور کی نفی کے لئے کافی ہیں:

وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ هٰذَا (بخاری)

''تین مساجد کے علاوہ کسی جگہ کا (ثواب کی نیت سے) قصد کر کے سفر کرنا جائز نہیں ہے، مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ اور میری اِس مسجد (یعنی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا''۔

مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ اَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی اِلَی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ اَوْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ شَكَّ عَبْدُ اللهِ (ابوداؤد)

''جس نے بھی مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام کے لیے حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھا اُس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے یا اُس کے لیے جنت واجب ہوجائے گی''۔ عبداللہ کو شک گزرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِن دونوں میں سے کون سے الفاظ بیان فرمائے ہیں۔

مَنْ صَلّٰی فِی الْمَسَاجِدِ الْأَرْبَعَةِ غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ (نسائی)

''جس نے چار مساجد میں نماز پڑھی اُس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے''۔

امام السندی نے اِس حدیث کی وضاحت میں تحریر کیا ہے کہ:

فی المساجد الأربعة لعل المراد بها مسجد مکة و المدینة و مسجد قباء و المسجد الأقصٰی

''چار مساجد سے مراد ہے مکہ اور مدینہ کی مساجد، مسجدِ قبا اور مسجدِ اقصیٰ''۔

صَلَاةُ الرَّجُلِ فِیْ بَیْتِهٖ بِصَلَاةٍ وَّ صَلَاتُهٗ فِی مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّ عِشْرِیْنَ صَلَاةً وَّ صَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یَجْمَعُ فِیْهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلَاةٍ وَّ صَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی بِخَمْسِیْنَ اَلْفِ صَلَاةٍ وَّ صَلَاتُهٗ فِی مَسْجِدِیْ بِخَمْسِیْنَ اَلْفِ صَلَاةٍ وَّ صَلَاتُهٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمَائَةِ اَلْفِ صَلَاةٍ (نسائی)

''ایک شخص کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کے اجر کے برابر ہے اور اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے اجر کے برابر ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کے اجر کے برابر ہے اور مسجدِ اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے اجر کے برابر ہے اور مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے اجر کے برابر ہے اور مسجدِ حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے اجر کے برابر ہے''۔

آج کیفیت یہ ہے کہ:

مسجد اقصیٰ روتی ہے
اُمتِ مسلمہ سوتی ہے

کاش ہمارا کوئی حکمران پھر سے صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی صورت اختیار کر کے میدان میں آئے اور مسجد اقصیٰ کی حفاظت کی خدمت بجالا کر عظیم سعادتوں سے سرفراز ہو جائے۔ آمین

حوالہ جات وحواشی

(۱) آلِ عمران ۹۶:۳

(۲) صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ...

(۳) شرح سنن النسائی للسندی، کتاب المساجد، باب ذکر ای مسجد وضع اول

(۴) دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی بناء الکعبة

(۵) التیجان فی ملوک حمیر لعبد الملک بن ھشام، فی المقدمة

(۶) المائدۃ ۹۷:۵

(۷) آلِ عمران ۹۶-۹۷:۳

(۸) البقرۃ ۱۲۵:۲

(۹) الحج ۲۶:۲۲

(۱۰) المائدۃ ۲۱:۵

(۱۱) الانبیاء ۸۱:۲۱

(۱۲) الاعراف ۱۳۷:۷

(۱۳) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)، ۲۰۰۸ء، "Saul"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA

(۱۴) سبا ۱۸:۳۴

(۱۵) الانبیاء ۷۱:۲۱

(۱۶) ابراھیم ۳۷:۱۴

(۱۷) برقی معلومات، ''انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا (۲۰۱۲)'' Encyclopedia Britanica (2012)، "Abraham"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، شکاگو

(۱۸) البقرۃ ۱۲۷:۲

(۱۹) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)، ۲۰۰۸ء، "Solomon"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA

(۲۰) الحج ۲۷:۲۲

(۲۱) فراہی، حمید الدین، ''ذبیح کون ہے؟'' (اردو ترجمہ)، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۳۶

(۲۲) فراہی، حمید الدین، ''ذبیح کون ہے؟'' (اردو ترجمہ)، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۳۵

(۲۳) برقی معلومات، ''انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا (۲۰۱۲)'' Encyclopedia Britanica (2012)، "Moses"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، شکاگو

(۲۴) یونس ۱۰:۸۷

(۲۵) تفسیر الطبری (۱۵ /۱۷۴) عن ابن عباس: (واجعلوا بیوتکم قبلة)، یعنی الکعبة

(۲۶) المائدة ۵:۲۱

(۲۷) المائدة ۵:۲۴

(۲۸) المائدة ۵:۲۵

(۲۹) المائدة ۵:۲۶

(۳۰) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)، ۲۰۰۸ء، "Saul"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WAC

(۳۱) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)، ۲۰۰۸ء، "Saul"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WAC

(۳۲) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)، ۲۰۰۸ء، "David (king)"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA

(۳۳) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)، ۲۰۰۸ء، "Solomon"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA

(۳۴) فتح الباری لابن حجر، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراهیم خلیلا

(۳۵) سنن النسائی، کتاب المساجد، باب فضل المسجد الاقصی و الصلاة فیه

(۳۶) برقی معلومات، ۱۸/ جون ۲۰۱۲ء، "Migrations of the Lost Tribes of Israel"، بذریعہ انٹرنیٹ، بوسیلہ http://www.orange-street-church.org/text/lost-tribe-migration.htm

(۳۷) برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)، ۲۰۰۸ء، "Nebuchadnezzar II"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA

(۳۸)سیوہاروی، حفظ الرحمان، ''قصص القرآن''، ج ۳، پروگریسو بکس ۴۰-بی، اردو بازار لاہور، سن اشاعت درج نہیں، ص ۹۹

(۳۹)بنی اسرائیل ۵-۴:۱۷

(۴۰)البقرۃ ۲۵۹:۲

(۴۱)برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)، ۲۰۰۸ء، "Cyrus the Great"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن، Redmond, WA

(۴۲)مودودی، ابو الاعلیٰ، ''تفہیم القرآن''، جلد دوم، ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور، طبع پنجد ہم، اگست ۱۹۹۶ء، ص ۶۰۰

(۴۳)بنی اسرائیل ۶:۱۷

(۴۴)النساء ۱۵۸-۱۵۷:۴

(۴۵)مودودی، ابو الاعلیٰ، ''تفہیم القرآن''، جلد دوم، ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور، طبع پنجد ہم، اگست ۱۹۹۶ء، ص ۶۰۲

(۴۶)بنی اسرائیل ۷:۱۷

(۴۷) برقی معلومات، ''انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا (۲۰۱۲)'' Encyclopedia Britanica (2012)، "Roman religion"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، شکاگو

(۴۸)برقی معلومات، ''انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا (۲۰۱۲)'' Encyclopedia Britanica (2012)، "Muhammad"، بذریعہ سافٹ ویئر، بوسیلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، شکاگو

(۴۹)بنی اسرائیل ۱:۱۷

(۵۰)صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ذکر المسیح ابن مریم و المسیح الدجال

(۵۱)شفیع، مفتی محمد، ''تفسیر معارف القرآن''، جلد اول، ادارۃ المعارف کراچی، ۱۹۹۶، ص ۳۷۴

(۵۲)البقرۃ ۱۴۳:۲

(۵۳)طبری، ابی جعفر محمد بن جریر، ''تاریخ طبری (اردو ترجمہ)''، جلد دوم، دار الاشاعت، ۲۰۰۳، ص ۱۵۴

(۵۴)البقرۃ ۱۴۴:۲

(۵۵)گِل، موشے (Gil, Moshe)، ۱۹۹۷ء، "A History of Palestine"، کیمبرج یونیورسٹی پریس، کیمبرج، UK، ص ۶۳۴-۱۰۹۹

(۵۶)الفتح ۲۹:۴۸

(۵۷)گل،موشے(Gil, Moshe)،۱۹۹۷ء،"A History of Palestine"،کیمبرج یونیورسٹی پریس، کیمبرج،UK،ص ۶۳۴-۱۰۹۹

(۵۸)برقی معلومات، ''انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا (۲۰۱۲)'' Encyclopedia Britanica (2012)، "Dome of the Rock"،بذریعہ سافٹ ویئر،بوسیلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا،شکاگو

(۵۹)شاہین،مریم؛ آزر، جارج (Azar, George)،۲۰۰۵ء،"Palestine: a guide"،انٹرلنک بکس،ص ۳۱۴

(۶۰)برقی معلومات، ''انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا (۲۰۱۲)'' Encyclopedia Britanica (2012)، "Crusades"،بذریعہ سافٹ ویئر،بوسیلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا،شکاگو

(۶۱)برقی معلومات، ''مائیکروسافٹ اِنکارٹا ۲۰۰۹'' (Microsoft Encarta 2009)، ۲۰۰۸ء، "Saladin"،بذریعہ سافٹ ویئر،بوسیلہ مائیکروسافٹ کارپوریشن،Redmond, WA

(۶۲)برقی معلومات، ''انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا (۲۰۱۲)'' Encyclopedia Britanica (2012)، "Balfour Declaration"،بذریعہ سافٹ ویئر،بوسیلہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا،شکاگو

(۶۳)برقی معلومات،۱۸/جون ۲۰۱۲ء،"History of Palestine and Palestinians"،بذریعہ انٹرنیٹ،بوسیلہ http://stop30billion.org/history.html

(۶۴) برقی معلومات، ۱۸/ جون ۲۰۱۲ء، "Israel: Fulfillment of Biblical Prophecy"، بذریعہ انٹرنیٹ،بوسیلہ

http://www.radioislam.org/historia/zionism/elmer_isrlbibl.html

(۶۵)برقی معلومات،۱۸/جون ۲۰۱۲ء،"History of Palestine and Palestinians"،بذریعہ انٹرنیٹ،بوسیلہ http://stop30billion.org/history.html

(۶۶)سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب خروج المهدی

(۶۷)سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی النهی عن سب الریاح

(۶۸)جان، عابد اللہ (Jan, Abidullah)، ۲۰۰۵ء، "The Musharraf Factor"، پریگمیٹک پبلشنگ، کینیڈا،ص ۱۹۵

(۶۹)صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب فضل الصلاة فی مسجد مکة و المدینة

(۷۰)سنن ابی داود، کتاب المناسک، باب فی المواقیت

(۷۱)سنن النسائی، کتاب الطهارة، باب ثواب من توضأ کما امر

(۷۲)شرح سنن النسائی للسندی، کتاب الطهارة، باب ثواب من توضأ کما امر

(۷۳)سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة و السنة فیها، باب ما جاء فی الصلاة فی المسجد الجامع

کتابیات:

(۱)جان، عابد اللہ (Jan, Abidullah)، ۲۰۰۵ء، "The Musharraf Factor"، پریگمیٹک پبلشنگ، کینیڈا،ص ۱۹۵

(۲)سیوہاروی، حفظ الرحمان، سن اشاعت درج نہیں، ''قصص القرآن''، پروگریسوبکس ۴۰-بی، اردو بازار، لاہور

(۳)شاہین، مریم؛ آزر، جارج (Azar, George)، ۲۰۰۵ء، "Palestine: a guide"، انٹرلنک بکس،ص ۳۱۴

(۴)شفیع، مفتی محمد، ''تفسیر معارف القرآن''، جلد اول، ادارۃ المعارف کراچی، ۱۹۹۶،ص ۳۷۴

(۵)طبری، ابی جعفر محمد بن جریر، ''تاریخِ طبری (اردو ترجمہ)''، جلد دوم، دارالاشاعت، ۲۰۰۳،ص ۱۵۴

(۶)گِل، موشے (Gil, Moshe)، ۱۹۹۷ء، "A History of Palestine"، کیمبرج یونیورسٹی پریس، کیمبرج، UK،ص ۶۳۴-۱۰۹۹

(۷)فراہی، حمید الدین، ۱۹۷۵، ''ذبیح کون ہے؟'' (اردو ترجمہ)، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور

(۸)مودودی، ابوالاعلیٰ، ''تفہیم القرآن''، جلد دوم، ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور، طبع پنج دہم، اگست ۱۹۹۶ء،ص ۶۰۲

مؤلف کی دیگر کتابوں کی فہرست

نمبر شمار	موضوع	نمبر شمار	موضوع
1	چہرے کا پردہ	13	جہاد فی سبیل اللہ
2	سود کی حرمت اور خباثتیں	14	حقیقتِ نفاق
3	اہم دینی موضوعات	15	انفاق فی سبیل اللہ
4	نکات منتخب نصاب، حصہ اول	16	توہین ناموس رسالت
5	نکات منتخب نصاب، حصہ دوم	17	حقیقت صبر
6	نکات منتخب نصاب، حصہ سوم	18	قرآن حکیم ہم سے کیا چاہتا ہے؟
7	نکات منتخب نصاب، حصہ چہارم	19	قواعدِ تجوید
8	نکات منتخب نصاب، حصہ پنجم	20	نبی اکرم ﷺ سے ہمارا تعلق اور اس کے تقاضے
9	نکات منتخب نصاب، حصہ ششم	21	فلسفہ وحکمت قربانی
10	عربی گرامر برائے قرآن فہمی	22	حقیقت واقسام شرک
11	مسجد اقصیٰ کی تاریخی اہمیت	23	تمباکو کا استعمال اسلامی تناظر میں
12	خواتین کی عظمت اور حقوق قرآن وحدیث کی روشنی میں	24	علم وحکمت کے موتی سورۂ یوسف کی روشنی میں
25:۔خلاصۂ مضامین قرآن حکیم (پارہ 1 تا 30)			

مندرجہ بالا کتب انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کے مکتبے پر دستیاب ہیں۔

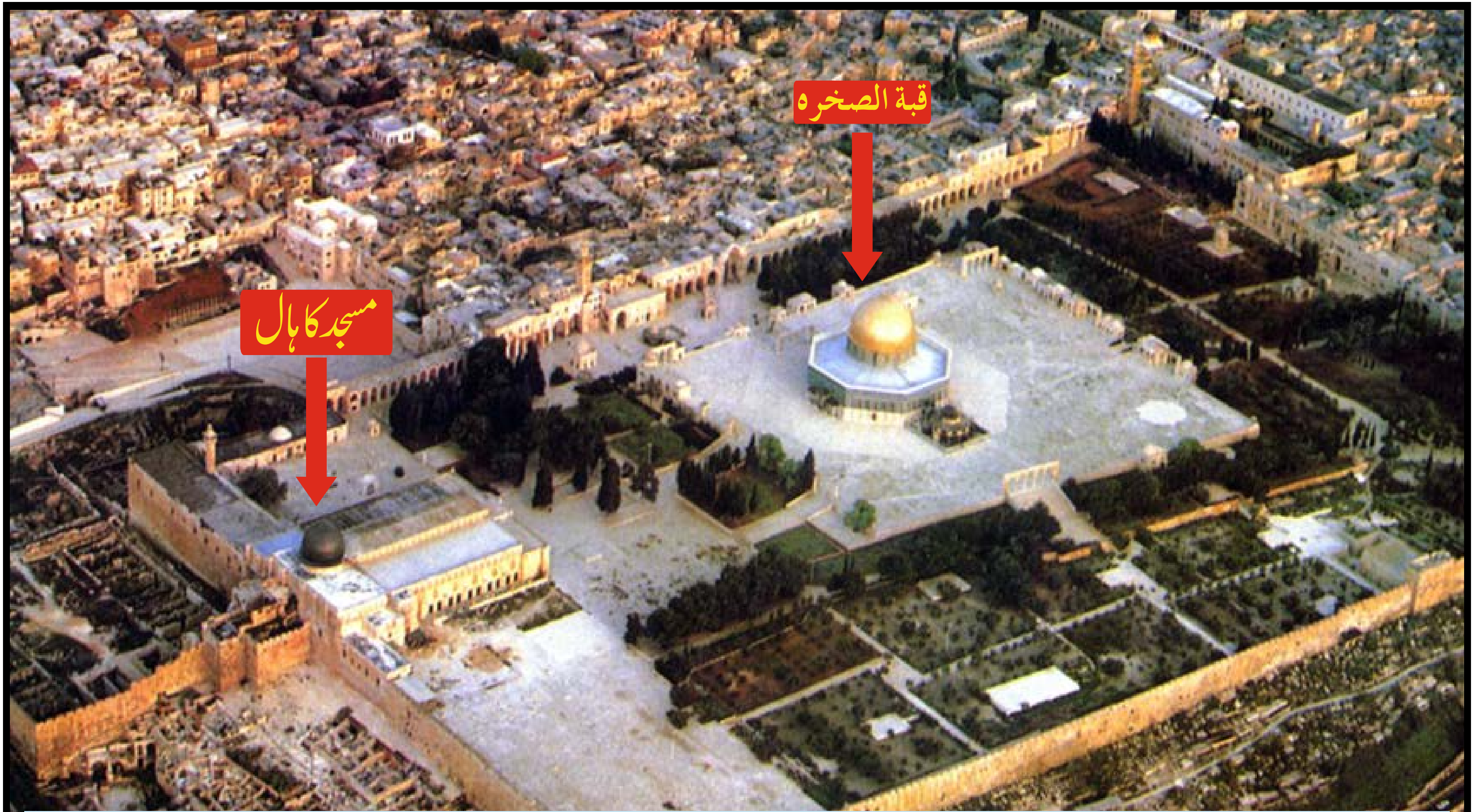

تصویر میں نظر آنے والی چار دیواری کے اندر تمام جگہ مسجد اقصیٰ کہلاتی ہے، جو بھی اس کے احاطے میں داخل ہونے کی سعادت پالے اور اس کے اندر جہاں بھی نماز پڑھے خواہ کسی درخت کے نیچے یا اس کے اندر تعمیر شدہ متعدد گنبدوں میں سے کسی گنبد تلے یا کسی بارہ دری میں، امید ہے ثواب کا سینکڑوں گنا بڑھ جانا اس کے حق میں قبول ہو جائے گا۔

گنبد صخرہ ایک نہایت خوبصورت ہشت کونہ عمارت ہے، اس عمارت پر ایک عظیم الشان سنہری گنبد پورے احاطے میں سب سے نمایاں نظر آتا ہے۔ صخرہ عربی میں ایک بڑے پتھر یا چٹان کو کہا جاتا ہے، یہ وہ مقام ہے جہاں سے ایک قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ معراج کے سفر کے لیے آسمان کی جانب بڑھے تھے۔ اس پورے مقدس احاطے میں یہ چٹان سب سے بلند نقطہ ہے، بعد میں اس جگہ گنبد نما عمارت بنادی گئی، آج کل گنبد صخرہ کا یہ ہال مسجد اقصیٰ میں نماز کے لیے آنے والی خواتین کے لیے خاص کر دیا گیا ہے۔

گنبدِ صخرہ